THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, June 12, 2012
(82^{nd} Session)
Volume VI No. 08
(Nos.01-08)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran ………………………..	1
2.	Leave of Absence ………...…………………………….	2
3	Presentation of Report: Federal Accounts for Financial Year 2010-2011 ……………………………………...	3
4	Point of Order: Law and Order Situation in Karachi..….	3-4
5	Further Discussion on Budget, 2012-13……...………...	5-22
6	Presentation of Report in Respect of the Finance Bill and Annual Budget Statement, 2012…. ……………..…	23-30

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume VI **No. 08** **SP.VI(08)/2012** **15**

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, June 12, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty seven minutes past five in the evening with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَھَالَۃٍ

فَتُصْبِحُوْا عَلٰی مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِیْکُمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ ط لَوْ یُطِیْعُکُمْ فِیْ کَثِیْرٍ

مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ

الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوْنَ۔ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَنِعْمَۃً ط وَاللّٰہُ

عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ۔

ترجمہ: اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی سی خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کیا کرو کہ کہیں کسی قوم پر بے خبری سے نہ جا پڑو پھر اپنے کئے پر پشیمان ہونے لگو اور جان لو کہ تم میں اللہ کا رسول موجود ہے اگر وہ بہت سی باتوں میں تمہارا کہا مانے تو تم پر مشکل پڑ جائے لیکن اللہ نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں اچھا کر دکھایا ہے اور تمہارے دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی نفرت ڈال دی ہے یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں اللہ کے فضل اور احسان سے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

(سورۃ الحجرات آیات: 6تا8)

Leave of Absence

Mr. Chairman: *Bismiallah-ir-Rehman-ir-Raheem.* Now, we take leave applications.

مولانا محمد خان شیرانی صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 11 تا 17 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: حاجی سیف اللہ خان بنگش صاحب ناسازی طبیعت کی بنا پر مورخہ 11 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ملک محمد رفیق رجوانا صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 6 تا 8 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب فرحت اللہ بابر صاحب ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 4 تا 8 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد کاظم خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 11 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 2 تا 11 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب مشاہد اللہ خان صاحب ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ 11 تا 15 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Now, we may take up Item No.2. Yes, Bader *sahib.*

Presentation of Report: Federal Accounts for Financial Year 2010−2011

Senator Muhammad Jahangir Bader (Leader of the House): Mr. Chairman, I beg to lay before the Senate the Federal Accounts for the Financial Year 2010−2011 and the reports of Auditor General thereon for the Audit Year 2011−2012 as required under Article 171 of the Constitution.

Mr. Chairman: Report stands laid. Yes, Col. *sahib*.

Point of Order: Law and Order Situation in Karachi

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, I want to say something and just one minute and not more than one minute.

جناب والا! کل کراچی میں 13 لاشیں گرائی گئیں، 13 شریف اور بے قصور لوگوں کو قتل کیا گیا۔ آج پھر اسی طرح قتل عام ہو رہا ہے اور ہماری پارٹی ایم کیو ایم کے ایک سابق ایم پی اے کے دو بھائیوں کو بے دردی سے قتل کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ تاجروں کو kidnapping for ransom اٹھایا جا رہا

ہے اور بھتا خوری ہو رہی ہے۔ پولیس اور رینجرز ان criminals کی مدد کر رہے ہیں اور ان کو protection دے رہے ہیں۔ پورے پاکستان نے دیکھا ہے کہ جن کے پاس machine guns ہیں، anti-aircraft guns ہیں، rocket launchers ہیں، وہ کراچی پر یہ ظلم کر رہے ہیں اور ہماری حکومت سو رہی ہے۔ جب روم جل رہا تھا تو ایک نیرو بانسری بجا رہا تھا۔ آج ہمارے 80 وزراء بانسری بجا رہے ہیں اور خاص طور پر ہمارے وزیر داخلہ صاحب۔ ہم چاہتے ہیں کہ وزیر داخلہ صاحب اس ایوان میں آئیں اور ہمیں تسلی دیں اور ہمیں آ کر بتائیں کہ کب یہ قتل عام رکے گا، کب یہ genocide رکے گی، کب ہمارے کراچی کی حالت بہتر ہو گی۔ ہمارے کراچی کی حالت بگڑ گئی ہے اور ہماری industry, trade, commerce ہر چیز ختم ہو گئی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ کسی کو پتا نہیں ہے کہ یہ کون لوگ ہیں جو حالات خراب کر رہے ہیں۔ یہ کراچی کی لاشیں ہیں، یہ پاکستان کی لاشیں ہیں، یہ پاکستانی ہیں، یہ پاکستانی خون ہے اور ان کی فکر اگر یہ حکومت نہیں کرے گی تو کون کرے گا۔ جب تک وزیر داخلہ یہاں آ کر مجھے تسلی نہیں دیتے، جب تک ہماری پارٹی کو نہیں بتاتے اور اس ایوان کو نہیں بتاتے کہ کب یہ پولیس اور رینجرز ان کو support کرنا بند کریں گے اور کب حکومت criminals کے خلاف action لے گی اور اس وقت تک میں ایوان سے واک آؤٹ کرتا ہوں اور احتجاج کرتا ہوں۔ لہذا میں انتظار کروں گا کہ ہمارے وزیر داخلہ on the floor of the House بیان دیں اس سلسلے میں کہ یہ ظلم کیسا ہے۔ شکریہ۔

(اس موقع پر سینیٹر کرنل (ر) سید طاہر حسین مشہدی صاحب اور سینیٹر شیر الہ ملک صاحبہ نے ایوان سے واک آؤٹ کیا)

جناب چیئرمین: کرنل صاحب! گزارش یہ ہے کہ، give the opportunity to the Government and you are part of the Government. قائد ایوان صاحب وزیر داخلہ صاحب سے بات کریں گے اور اگر آپ مطمئن نہ ہوئے تو پھر آپ بے شک واک آؤٹ کریں۔ بہرحال قائد ایوان صاحب آپ ذرا اس معاملے کو دیکھ لیں۔

Senator Muhammad Jahangir Bader: Mr. Chairman, I assure the honourable member that the Interior Minister will come and he will satisfy him and the others and I will also ask the Minister to see him personally.

Further Discussion on Budget 2012-13

Mr. Chairman: Thank you. Now, we take up Item No.3. We may now resume consideration of the following motion moved by Dr. Abdul Hafeez Shaikh, Minister for Finance, Revenue, Planning and Development, Economic Affairs and Statistics, on 1st June, 2012:

> "That the Senate may make recommendations to the National Assembly on the Finance Bill, 2012, containing the Annual Budget Statement, under Article 73 of the Constitution."

Now, I give the floor to Mrs. Farah Aqil *sahiba.*

سینیٹر فرح عاقل: شکریہ جناب چیئرمین! جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ بجٹ جو پیپلز پارٹی کی حکومت کا پانچواں بجٹ ہے یہ بہت نامساعد حالات میں پیش کیا گیا ہے۔ جیسے حفیظ شیخ صاحب نے بھی اپنی تقریر میں کہا، انہوں نے ساری shortcomings کا اظہار کیا کہ جو جو چیزیں انہیں ورثے میں ملیں اس کو بے شک ہم سب مانتے ہیں کہ وہ سب سچ ہے، یہ کام ان کے لیے آسان نہیں تھا، جیسے ہمارے سامنے بجلی کا بحران، گیس کی قلت، قدرتی آفات، مہنگائی، بے روزگاری اور سب سے اہم امن و امان کی صورت حال ہے۔ میں ان سب کو مانتی ہوں لیکن پھر بھی ایک بات on the floor of the House کہنا چاہتی ہوں کہ اگر sincerity ہو اور اگر واقعی کام کرنا چاہتے تو چار سال کافی تھے۔ وزیراعظم صاحب نے اپنی پہلی تقریر میں کہا تھا کہ بجلی کے بحران کو وہ کسی حد تک قابو کر لیں گے بلکہ ان کی جو 2008-09 کی تقریر تھی اس میں انہوں نے کہا کہ اس سال کے آخر میں ہم اس طرح کے اقدامات کریں گے کہ لوڈشیڈنگ کافی حد تک کم ہو جائے گی۔ افسوس یہ کہ دیکھنے میں آیا کہ ایسا کچھ نہیں ہوا بلکہ جو crisis تھا وہ دن بدن بڑھتا گیا۔

(اس مرحلے پر ایم کیو ایم کے اراکین ہاؤس میں واپس آئے)

سینیٹر فرح عاقل: جناب والا! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ صرف بیان بازی کی حد تک آپ کہہ دیں، ہم اس طرح کریں گے، ہم یہ کر رہے ہیں، ہم اتنا mandate لے کر آئے ہیں، ہم عوامی لوگ

ہیں اور عوام کی خدمت کے لیے آئے ہیں، اگر آپ کے اقدامات ویسے نہیں ہیں جیسے لوگوں کی expectation ہے تو پھر لوگوں میں بہت زیادہ trust deficit قائم ہو جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! شیخ صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ انہوں نے بجلی پر، چینی پر subsidy دی ہے ٹھیک ہے، دی ہوگی وہ ایسے ہی ہے اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑ رہا۔ اس کے بعد انہوں نے جو point out کیا کہ ہم poverty alleviation کے بارے میں کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے بے نظیر سپورٹ پروگرام کی بات کی، انہوں نے بیت المال اور دوسرے پراجیکٹس کی بات کی۔ جناب والا! میں یہاں پر ایک چھوٹا سا پوائنٹ کہنا چاہوں گی کہ میں نے شاید اپنی پچھلی تقریر میں کہا تھا کہ یہ جو بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام ہے یہ اصل میں support نہیں ہے، ایک چیز تو یہ ہے کہ یہ پورا پروگرام transparent نہیں ہے، اس میں کئی سالوں سے ہم نوٹ کر رہے ہیں کہ ہمارے صوبے میں اس میں بہت گھپلے ہو رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کو پیسا مل رہا ہے جو اس کے اہل نہیں ہیں۔ انہوں نے پتا نہیں کیا طریقہ کار بنایا ہوا ہے جس کے تحت بہت سے ایسے لوگ جو حق دار نہیں ہیں ان کو پیسے مل رہے ہیں۔ یہاں پر یہ کہا گیا تھا کہ جو خاتون خانہ ہوگی اس کے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ جناب والا! میری ایک suggestion ہے کہ بجائے ایک ہزار روپیہ دینے کے، لوگوں کو dependency کی طرف لانے کے آپ لوگوں کو independent بنائیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم خواتین کو empower کر رہے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس طریقے سے آپ خواتین کو کون سی empowerment دے رہے ہیں۔ اگر آپ نے عورتوں کو empower کرنا ہے تو ان کی تعلیم پر، ان کی صحت پر توجہ دیں، ان کو باشعور بنائیں، ان کو خودمختار بنائیں، empower کرنے کا طریقہ ہے اگر آپ نے واقعی کچھ کرنا ہے تو ان سارے گھروں میں سلائی مشینیں ہی دے دیں تاکہ خواتین گھر بیٹھے روزگار کما سکیں بجائے اس کے کہ وہ ہزار روپے کو دیکھیں اور مجھے نہیں لگتا کہ اس مہنگائی کے دور میں اتنی بڑی رقم ہے۔ آپ ان لوگوں کو ایک طریقے سے بھکاری بنا رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے dependency زیادہ ہوتی ہے۔ آپ کے بیانات میں تضادات آ رہے ہیں کہ ہم اس طرح کرنا چاہتے ہیں لیکن عمل اس کے بالکل برعکس جا رہا ہے۔

جناب والا! انہوں نے بات کی کہ ہم ایک لاکھ نوجوانوں کو jobs دیں گے۔ اچھی بات ہے، internship کی بات کی، ایم اے کی، بی اے کی بات کی لیکن تھوڑی سی سوچ کی بات ہے کہ یہ تو بتایا جائے کہ وہ jobs ملتی کیسے ہیں۔ ایک عام لڑکا جو کہ بے شک deserving ہوگا، اس کے پاس

ڈگری بھی ہو گی، وہ تعلیم یافتہ بھی ہو گا، چلیں وہ کسی طرح سے internship پوری کر بھی لیتا ہے، کسی بنک میں تو آپ کو پتا ہے ہمارے ہاں کیا ہو رہا ہے، یہاں تو نوکریاں بغیر سفارش کے، بغیر رشوت کے ملتی ہی نہیں۔ یہ کون سی نوکریوں کی بات کر رہے ہیں؟ اس کا بتائیں کہ طریقہ کار کیا ہو گا۔ میرے ساتھ کافی سینیٹر صاحبان agree کریں گے کہ SMS آرہے ہوتے ہیں۔ کبھی سندھ سے، کبھی بلوچستان سے، میرے اپنے صوبے سے، ہمارے نمبر تو ان کو مل جاتے ہیں وہ SMS بھیجتے ہیں، اپنی مجبوریاں بتاتے ہیں کہ میڈم ہم afford نہیں کر سکتے، ایک چھوٹی سی نوکری کے لیے بھی لاکھ، ڈیڑھ لاکھ روپے بطور رشوت مانگے جا رہے ہیں۔ جناب والا! یہ باتیں سوچنے والی ہیں کہ ہر سال اسی ہزار کے قریب نوجوان گریجویٹ بن کر نکل رہے ہیں، اسی حساب سے ڈاکٹرز اور انجینیئرز بھی اسی تعداد میں ہر سال نئے بن رہے ہیں مگر ان کو کہاں کھپایا جائے۔ جناب والا! کچھ ایسا کریں کہ وہ dependent نہ ہوں، اور یہ نہ سوچیں کہ ہم کہاں سے سفارش لائیں، کہاں سے رشوت لائیں تاکہ ہمیں نوکریاں مل جائیں۔

جناب والا! ایک اور چیز جس پر میں بات کرنا چاہوں گی وہ یہ ہے کہ سرکاری ملازمین اور پنشنرز کی تنخواہوں میں اضافہ ہو گیا۔ جناب والا! اس اضافے سے کیا بنتا ہے جب کہ مہنگائی کا طوفان out of control ہو رہا ہے۔ مجھے نہیں لگتا کہ آپ نے تنخواہوں میں جو دو تین ہزار روپے کی بڑھوتی کی ہے یہ تو میرے خیال میں صرف الیکشن کے لیے ایک لارا ہے۔ لوگوں کی بھلائی کا مستقل کام کریں۔ صرف وقتی طور پر نہ کریں۔ ہمارے ہاں دیکھا یہ گیا ہے کہ مسائل کو سطحی level پر دیکھا جاتا ہے ان کی root cause میں کوئی نہیں جاتا۔ مسائل کی جڑ کی طرف کوئی نہیں جاتا کہ نیچے تک جا کر دیکھے کہ مسئلہ کہاں ہے۔

جناب والا! law and order کے حالات کیوں ٹھیک نہیں ہو رہے۔ کراچی میں، بلوچستان میں اور ہمارے صوبے میں بھی، شکر الحمدللہ ادھر تو اس طرح کی killing نہیں ہو رہی اور لوگ اتنے disappear نہیں ہو رہے جتنے بلوچستان اور کراچی میں ہو رہے ہیں۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ ہر پارٹی یہاں پر کھڑی ہو کر اس بات کا دعویٰ کرتی ہے کہ ہم میں سے اس میں کوئی ملوث نہیں ہے تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ فرشتے اوپر سے اتر رہے ہیں یا کوئی جن بھوت ہیں جو یہ کام کر رہے ہیں۔ کون لوگ ہیں؟ جب کہ یہاں پر ہر پارٹی یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم اس میں ملوث نہیں ہیں۔ ہم اس کی شدید مذمت کرتے ہیں، ہم اس کی شدید مخالفت کرتے ہیں، اس طرح نہیں ہونا چاہیے مگر پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کچھ

کنٹرول میں نہیں آرہا۔ سوچنے کی بات ہے کہ کر کون رہا ہے؟ کون لوگ ہیں، اگر ہم نہیں ہیں، آپ نہیں ہیں، کوئی پارٹی نہیں ہے، ہر پارٹی چاہتی ہے کہ اس قسم کا ماحول نہ بنے تو پھر یہ ہو کیسے رہا ہے؟ اس کو کنٹرول کیوں نہیں کیا جاسکتا؟

جناب والا! آخر میں، میں ایک بات زور دے کر کہنا چاہوں گی کہ ہمیں اپنی خارجہ پالیسی کو revisit کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم نے دیکھا کہ پچھلے دنوں ہیلری کلنٹن انڈیا میں آئی ہوئی تھی اور انہوں نے وہاں سے کچھ عجیب و غریب قسم کے بیانات پاکستان کے بارے میں دیے جو کہ بہت افسوسناک ہیں حالانکہ ہم ان کے allies ہیں۔ ہم نے اپنی سر توڑ کوشش کی ہے کہ ان کی good books میں آجائیں مگر ہمارا کوئی بھی اقدام ان کے لیے satisfactory نہیں ہوتا۔ انڈیا میں بیٹھ کر وہ ہمیں بتا رہی ہیں کہ پاکستان کو ایران کے ساتھ اپنے تعلقات ختم کرنے چاہیئیں۔ ابھی ہم نے دیکھا کہ USAID کے یہاں پر بجلی کے، سکول کے کافی پروگرام شروع ہوگئے ہیں۔ وہ ہمیں بجلی کی پیداوار میں سپورٹ کر رہے ہیں، وہ ہمارے سکولوں کو بڑھا رہے ہیں۔ ہمیں دیکھنا یہ ہوگا کہ ایک طرف وہ ہماری مدد کر رہے ہیں اور دوسری طرف continuously drone attacks کر رہے ہیں۔ کیا یہ تضاد نہیں ہے؟ کیا یہ منافقت نہیں ہے؟ ہم نے resolution پیش کی انہوں نے کہہ دیا کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے، ڈرون حملے ہوتے رہیں گے۔ اس پر ہم کوئی compromise کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ آخر میں یہی کہنا چاہوں گی کہ ہمارے ملک کو اللہ نے بہت سے وسائل سے مالا مال کیا ہے، صرف ہمیں نیک نیتی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم کسی حد تک کرپشن کو روک لیں، جو ہمارے لیے ناسور ہے، جس نے ہماری ہر چیز کو دیمک کی طرح چاٹ لیا ہے۔ جب سے اسمبلیاں بنی ہیں، سینیٹ بنا ہے یہ بات میں پہلی بار کہہ رہی ہوں، مجھے افسوس بھی ہوتا ہے کہ اسمبلیوں کے سارے ممبران، سینیٹ اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کب سے اسی مسئلے پر کام کر رہے ہیں۔ کمیشن کا مافیا جب تک ختم نہیں ہوگا ہمارے کام برے طریقے سے effect ہوتے رہیں گے۔ آپ کے ترقیاتی فنڈز کا بہت بڑا chunk کمیشن میں چلا جاتا ہے۔ آپ کے کاموں کا بیڑا غرق ہو جاتا ہے، لوگوں کو آپ یہ چیز کیسے سمجھائیں گے۔ عام آدمی کو کس طرح بتائیں گے، لوگوں کو تو یہ پتا ہے کہ یہ سینیٹر ہے، یہ ایم این اے ہے اس کو اتنا فنڈ ملا ہے۔ ان کو یہ نہیں پتا کہ یہ جو پراجیکٹس کے لیے ملا ہے اس میں سے اتنا پیسا کمیشن میں چلا جائے گا۔ اس سے ہمارے کام بہت effect ہوتے ہیں اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ ہمیں کہیں بھی

improvement نظر نہیں آرہی اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ دن بدن حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی حاجی غلام علی صاحب۔

سینیٹر حاجی غلام علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔ آج بجٹ پر کچھ باتیں کہنے کا آپ نے مجھے موقع دیا آپ کا بہت شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں اس موجودہ جمہوری دور، جو اپنا پانچواں بجٹ مکمل کرنے کی طرف جا رہا ہے، اس کو جمہوریت اور جمہوری اداروں کی کامیابی قرار دیتا ہوں۔ اب وہ وقت چلا گیا کہ دو سال، ڈیڑھ سال بعد حکومتیں ختم کی جاتی تھیں اور اسمبلیوں کو تالے لگتے تھے اس کے لیے تمام سیاسی جماعتیں اور تمام ممبران مبارکباد کے مستحق ہیں۔

جناب چیئرمین! بجٹ ہر سال پیش کیا جاتا ہے، عوام کی نظریں بجٹ پر ہوتی ہیں، وہ سوچتے ہیں کہ بجٹ آرہا ہے اور ہمیں کوئی ریلیف ملے گا۔ آپ دیکھیں کہ اپنی سیاسی جدوجہد کے آغاز سے لے کر، تیس، پینتیس سال سے ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہر حکومت چاہے وفاقی ہو یا صوبائی وہ بڑے فخر سے ہر بجٹ میں کہتے ہیں کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے۔ ہر سال ٹیکس فری بجٹ پیش کیا جاتا ہے۔ شادیانے بجائے جاتے ہیں لیکن جب بجٹ اسمبلیوں سے پاس ہو کر سڑکوں اور بازاروں تک جاتا ہے تو پھر ہر چیز آسمان سے باتیں کرنے لگتی ہے۔ میرے خیال میں ہمیں یہ روایات ترک کر دینی چاہییں کہ ہر وقت ہم کہیں کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے اور ساتھ ساتھ مہنگائی بھی بڑھتی رہے اور سب کچھ ہوتا رہے۔ یہ عوام کے لیے اور ملک کے لیے بھی کچھ اچھی روایات نہیں ہوں گی۔ موجودہ بجٹ اگر آپ دیکھ لیں تو میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بالکل الفاظ کا ہیر پھیر ہے۔ خوش نما الفاظ ڈھونڈے جاتے ہیں اور بجٹ کی کتاب میں تقریر کو خوبصورتی سے بنایا جاتا ہے کیونکہ جناب چیئرمین صاحب! بجٹ میں عوام کے لیے، غریبوں کے لیے، مہنگائی کے خاتمہ کے لیے کوئی ٹھوس اقدامات نہیں کیے گئے، آپ دیکھ لیں کہ اس وقت ملک کو مہنگائی، بے روزگاری، بدامنی، جیسے مسائل کا سامنا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ 18 کروڑ عوام، بچے، بوڑھے، بہنیں، مائیں احتجاج کے لیے سڑکوں پر ہیں۔ چاہے وہ پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں چاہے وہ کسی اور جماعت سے تعلق رکھتے ہوں لیکن انرجی کے بحران نے سب کو جھنجوڑ کر رکھا ہوا ہے۔ انرجی کے بحران کی وجہ سے دن بدن بے روزگاری میں اضافہ ہو رہا ہے، daily wages پر کام

کرنے والے کارکن بے روزگار ہو رہے ہیں ان کے گھروں کے چولہے ٹھنڈے ہو رہے ہیں، یہ ملکی مسئلہ ہے اور 18 کروڑ عوام کا مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! یہ آپ کا مسئلہ ہے، میرا مسئلہ ہے، ممبران کا مسئلہ ہے، سب پاکستانیوں کا مسئلہ ہے تو اس کے لیے ہم سب نے efforts کرنی ہیں لیکن حکومت نے اس کے لیے کوئی ٹھوس اقدام کرنے کی بجائے کوئی اقدام اٹھایا ہی نہیں ہے۔اس وقت مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے ہاں کافی sites ایسی ہیں جہاں ہم انرجی کو generate کر سکتے ہیں لیکن اس کے لیے کچھ نہیں کیا گیا۔ آپ دیکھ لیں اللہ نے ہمیں پاکستان جیسا ملک دیا، دریا دیے، معدنیات، گیس اور پہاڑ دیے لیکن انرجی کا بحران ہم ختم نہیں کر سکے۔

جناب چیئرمین صاحب! اس وقت خیبر پختونخوا میں پیپلز پارٹی اور ANP کی coalition Government ہے۔ ٹھیک ہے جمہوری روایات کی وجہ سے لوگوں نے انہیں منتخب کیا ہے اور ہم اس کے حق میں ہیں کہ جمہوری حکومت اپنا tenure پورا کرے لیکن آپ بجٹ میں دیکھ لیں ہماری صوبائی حکومت بھی، وفاق سے اپنا حق لینے میں مکمل ناکام ہو چکی ہے اور وفاقی حکومت عوام کو حق دینے میں ناکام ہو چکی ہے۔ ہمارا منڈا ڈیم 750 میگاواٹ بجلی پیدا کر سکتا ہے اور ایک لاکھ ایکڑ سے زیادہ زمین سیراب کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے لیے بجٹ میں ایک پیسا بھی نہیں رکھا گیا۔ دس سالوں سے ہم سن رہے ہیں کہ منڈا ڈیم ہے، منڈا ڈیم ہے لیکن منڈا ڈیم کے لیے ایک پیسا نہیں رکھا گیا پھر ہم کیسے قوم سے کہیں گے کہ ہم انرجی کا بحران حل کر سکتے ہیں۔ ہم کیسے کہیں گے کہ موجود حکومت یہ بحران ختم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے لیے رقم رکھنا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ کرم تنگی ڈیم، گومل زام ڈیم، دیامر بھاشا ڈیم جیسے اہم منصوبوں کے لیے کاغذ سیاہ کرنے کے علاوہ آنے والے 50 سالوں میں شروع نہیں ہو سکتے۔ اس لیے کہ دیامر بھاشا ڈیم کے لیے چھ ارب روپے رکھے گئے ہیں اور آپ دیکھ لیں کہ اس پر خرچ ساڑھے گیارہ کھرب روپے ہے۔ لہذا جب خرچ ساڑھے گیارہ کھرب روپے ہو اور اس کے لیے چھ ارب روپیہ رکھا جائے تو یہ صرف کاغذ سیاہ کرنے اور قوم کو جھوٹے وعدے اور جھوٹی تسلیاں دینے کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ پیپلز پارٹی کی حکومت اس راستے پر جا رہی ہے، ہم یہ کہتے ہیں یہ مسئلہ اٹھارہ کروڑ عوام کا ہے۔ موجودہ حکومت جس کے ساتھ تمام سیاسی جماعتیں ہیں، تمام coalition partners ہیں۔ انرجی بحران کو حل کرنے کے لئے آپ جو بھی تعاون چاہتے ہیں اس میں پوری قوم اور

سیاسی جماتیں آپ کے ساتھ ہیں تو پھر ساڑھے گیارہ کھرب روپے کے منصوبے کے لیے کیوں چھ ارب رکھے جاتے ہیں۔ یہ چھ ارب روپے بھی ضائع کرنے والی بات ہے۔ اس طرح تو یہ ڈیم 190 سالوں میں بھی مکمل نہیں ہوگا۔ یہ ساڑھے گیارہ کھرب روپے بھی آج کے حساب سے ہیں جبکہ آنے والے دوسالوں میں شاید یہ ساڑھے بارہ یا ساڑھے پندرہ کھرب روپے ہوجائیں۔

جناب چیئرمین! دوسری طرف آپ تربیلا ڈیم کے توسیعی منصوبے کی طرف آئیں۔ اگر موجودہ حکومت اور ان کے اتحادی انرجی بحران کو حل کرنے میں مخلص ہوتے ، آپ دیکھیں کہ تربیلا توسیعی منصوبہ ساڑھے چودہ کھرب روپے کا ہے اور اس کے لیے سات ارب اسی کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ کس طرح complete ہوگا؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ اس طرح ہم موجودہ لائن میں پچاس میگاواٹ بجلی بھی مزید ڈال سکیں۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ ان منصوبوں کے لئے رقم مختص کی جائے۔ ہمارے صوبے خیبر پختونخوا اور پھر خاص طور پر ڈی آئی خان کا area جہاں لاکھوں ایکڑ اراضی بنجر پڑی ہوئی ہے، پیپلز پارٹی کی موجودہ حکومت ہر سال یہ اعلانات کرتی ہے کہ ہم چشمہ لیفٹ، رائٹ بینک کینال نمبر ایک پر کام شروع کریں گے۔ پچھلے سال بھی اس کے لئے دس کروڑ روپے رکھے گئے۔ یہ اہم منصوبہ ہے اور اس پر رقم کتنی خرچ ہو گی؟ ستر ارب روپے خرچ ہو گی۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کو مکمل ہونے کے لئے سات سو سال کی ضرورت ہے۔ سات سو سال میں یہ منصوبہ مکمل ہوگا۔

جناب چیئرمین! ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر چشمہ لیفٹ، رائٹ بنک کینال نمبر ایک پر کام شروع کیا جائے تو ہم گندم میں الحمدللہ خود کفیل ہیں لیکن پورے پاکستان کی گندم اس علاقے میں پیدا ہو گی اور اس علاقے کے غریب لوگوں کی غریبی ختم ہوجائے گی، وہاں بے روزگاری ختم ہوجائے گی اور ہمارا صوبہ خوشحال اور خود کفیل ہوگا۔ لوگ کہتے ہیں کہ بلوچستان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے، کچھ کہتے ہیں سندھ کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ پنجاب حکومت کہتی ہے کہ پنجاب کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ بالکل ہو گی اس میں کوئی شک نہیں لیکن ہم جو ان منصوبوں کے لیے بات کرتے ہیں تو صرف اس لیے کہ یہ صرف خیبر پختونخوا کے لئے نہیں ہیں کیونکہ خیبر پختونخوا کو اللہ تعالیٰ نے یہ دولت دی ہے کہ آپ اس کو بنا کر پورے پاکستان کی مشکلات حل کردیں لیکن افسوس یہ ہے کہ جب صوبے میں MMA کی حکومت تھی اس وقت پہلی بار وفاق سے ایک سو دس ارب روپے بجلی کی رائلٹی منظور کی گئی اور اس وقت ہمارے وزیر اعلیٰ اکرم خان درانی نے یہ اعلان کیا تھا کہ اس رقم سے اس منصوبے پر ستر ارب روپے ہم خرچ کریں گے تاکہ ہم اپنے صوبے کو ترقی کی راہ پر گامزن کریں۔ اپنے صوبے کے حقوق کے

لئے ہم اپنی صوبائی حکومت کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں لیکن آج تک اس کے لئے کوئی رقم حاصل ہوئی ہے اور نہ ہی وفاق کی طرف سے بجلی کی مد میں اضافہ کیا گیا ہے اور نہ یہاں پر ان ایک سو دس ارب روپوں میں سے کچھ خرچ کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ منصوبہ بھی سات سو سالوں میں مکمل ہوتا نظر نہیں آتا۔ حکومت کی عوام کے ساتھ اورKPK کی صوبائی حکومت کی صوبے کے ساتھ اس سے بڑی زیادتی نہیں ہوسکتی۔

جناب چیئرمین! اسی طرح ناردرن بائی پاس جو بہت بڑا اوراہم منصوبہ ہے اور یہ افغانستان اور وسطی ایشیا تک رسائی کا منصوبہ ہے، یہ 32ارب روپے کا منصوبہ ہے۔ اس کے لئے پانچ ارب روپے پچھلے سال بھی مختص کیے گئے تھے مگر کچھ نہیں ہوا۔ اس سال بھی پانچ ارب روپے رکھے گئے ہیں جبکہ پانچ ارب روپے سے تو یہ شروع بھی نہیں ہوسکتا۔ جب شروع نہیں ہوگا تو پانچ ارب روپے ایسے ہی بجٹ میں رکھے گئے ہوں گے اور پھر ہر سال جون کے بعد lapse ہوجائیں گے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ اس اہم منصوبے کے لیے کم از کم رقم پچاس فیصد رکھی جائے تاکہ یہ منصوبہ شروع بھی کیا جاسکے اور مکمل بھی ہوسکے۔ ہمارا صوبہ communication کے لحاظ سے انتہائی پسماندہ ہے۔اب ٹانک سے ڈی آئی خان اور ڈی آئی خان سے ژوب تک اس اہم شاہراہ کے لیے کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ لوگ تین گھنٹوں کا فاصلہ پندرہ سولہ گھنٹوں میں طے کرتے ہیں لیکن حکومت اس اہم منصوبے کے لیے بھی پیسے نہیں دے رہی۔ حکومت نے بڑا دعویٰ کیا ہے۔ بہت بڑے اشتہارات اور بیانات دیے ہیں کہ ہم ایک لاکھ آدمیوں کو روزگار دیں گے۔ میں آج اس ایوان اور آپ کی وساطت سے حکومت اور قوم کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ایک لاکھ آدمی نہیں، اس سے دس لاکھ آدمی بے روزگار ہوں گے۔ جب انرجی کا بحران ہوگا، انڈسٹری بند ہوگی، تجارت نہیں ہوگی، آمدورفت نہیں ہوگی تو پھر دس لاکھ آدمی بے روزگار ہوں گے تو ہم ایک لاکھ آدمیوں کے روزگار کا ڈھنڈورا پیٹ کر قوم کو کیا پیغام دیں گے۔ اس لیے ہم یہ کہتے ہیں کہ اس بجٹ میں پاکستان میں صنعتوں کے فروغ کے لیے، ٹریڈ کے فروغ کے لیے اس میں کوئی چھوٹ نہیں دی گئی۔ بینک لوگوں کو پرائیویٹ قرضے میں ایک روپیہ نہیں دیتا کیونکہ حکومت اچھی ضمانت کے ساتھ ہر روز بینکوں سے قرضے لیتی ہے اور پرائیویٹ سیکٹر زمین بوس ہو رہا ہے۔ انڈسٹری زمین بوس ہو رہی ہے۔ پاکستان انڈسٹری کا قبرستان بنتا جارہا ہے لیکن ہمیں اس کی فکر نہیں۔ اس ملک میں بے روزگاری کے خاتمے کے لیے جو لوگ بہت بڑا role ادا کرتے ہیں، حکومت ان کی مشکلات دور کرنے میں ناکام ہوچکی ہے۔ اسی طرح خیبر پختونخوا کو دہشت گردی کا سامنا ہے۔ فاٹا کو بے انتہا دہشت گردی کا سامنا ہے۔ امریکہ آئے روز ڈرون حملے کر رہا ہے اور ہر روز بم دھماکے ہو رہے ہیں۔ اس حکومت نے فاٹا کو

تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ فاٹا میں چند صنعتیں ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ آج بھی کوئی وزیر یہاں نہیں ہے۔ وزیر خزانہ یہاں نہیں ہیں کہ میں اس کو بتا سکوں کہ فاٹا میں پانچ چھ صنعتیں ہیں۔ فاٹا کی صنعتیں لاہور، پشاور اور کراچی کے ٹیکس کے برابر لانے سے بند ہو چکی ہیں۔ یہ کس طرح دعویٰ کرتے ہیں؟ یہ بجٹ تقریر کے صفحہ ۱۵ پر کہتے ہیں کہ فاٹا کے عوام انتہائی سخت اور پسماندہ زندگی گزار رہے ہیں۔ میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ نے فاٹا کے ترقیاتی کاموں کے لیے سولہ ارب روپے رکھے ہیں۔ ٹھیک ہے لیکن آپ کو چاہیے تھا کہ آپ ایک ارب روپے صنعتوں اور تجارت کے فروغ کے لیے رکھتے۔ آج تک فاٹا میں سیلز ٹیکس میں چھوٹ تھی تا کہ لوگ وہاں جائیں اور صنعتیں لگائیں۔ ان کو پندرہ فیصد چھوٹ تھی لیکن آج یہاں تک بات پہنچ چکی ہے کہ سولہ فیصد سیلز ٹیکس، ڈیوٹیاں، باقی ٹیکس فاٹا بھی دیتا ہے اور پاکستان کی دیگر صنعتیں بھی دیتی ہیں لیکن فاٹا کو صرف سیلز ٹیکس کی چھوٹ تھی۔ اس وجہ سے وہاں پر دس بارہ کارخانے چل رہے تھے۔ جب انہوں نے فاٹا تک سیلز ٹیکس پھیلا دیا تو وزیر خزانہ جواب دیں۔ میں ان سے ملا تھا۔ حاجی عدیل صاحب ملے تھے۔ ہم نے کہا تھا کہ فاٹا آپ کو ساڑھے سات ارب روپے ڈیوٹی دیتا ہے۔ آپ نے ساڑھے سات ارب روپے کی ڈیوٹی کا نقصان کر دیا۔ اس لیے کہ آپ نے وہاں پر سولہ فیصد سیلز ٹیکس نافذ کر دیا۔ ستم ظریفی دیکھیں، وزیر خزانہ کے سامنے ایف بی آر کے چیئرمین نے یہ مان لیا کہ ہاں! پچاس کروڑ روپے کی ریلیف سے ساڑھے سات ارب روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ وہ کارخانے جو ساڑھے سات ارب روپے ڈیوٹی دیتے تھے، آج وہ بند ہیں۔ ہمارے دیگر لوگ وہاں کارخانے چلا کر افغانستان کو وہ چیزیں بیچتے ہیں اور تمام مال واپس افغانستان سے آتا ہے جس سے ساڑھے سات ارب روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ چیئرمین سی بی آر کو بلائیں، وہ اقرار کریں گے کہ ہاں! پچاس کروڑ روپے کی وصولی سے ہمیں ساڑھے سات ارب روپے کا نقصان ہوا ہے اور کارخانے بند ہیں۔ جب فاٹا کے لوگوں پر بم برسائے جا رہے ہیں، میزائل مارے جا رہے ہیں، ڈرون حملے ہو رہے ہیں، ان کے تحفظ کا کون ذمے دار ہے۔ حکومت ذمے دار ہے۔ جب آپ ان کے تحفظ کی بھی ذمے داری نہیں لیتے، جب آپ ان کو سیلز ٹیکس میں چھوٹ بھی نہیں دیتے، جب آپ ان کے کارخانے بھی چلنے نہیں دیتے، جب آپ ان کو مراعات بھی نہیں دیتے، جب آپ نے آج تک فاٹا میں ایک روپے کا قرض نہیں دیا کیونکہ وہاں پر قانون لاگو نہیں ہے تو پھر آپ کس طرح سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ فاٹا کے عوام کی بہتری کے لیے ہم اقدامات کر رہے ہیں۔ ہم کالج بنا رہے ہیں۔ جب تک آپ فاٹا کی انڈسٹری کو چھوٹ نہیں دیں گے، بے روزگاری کے لئے اقدامات نہیں کریں گے، یاد رکھیں اس کا بچہ بچہ اپنے ساتھ بم باندھ کر ہر جگہ پر

حملہ کرے گا کیونکہ ان کے سامنے پانچ بہنوں کی شادی ہوتی ہے۔آج جو اتنے خود کش حملہ آور تیار ہو رہے ہیں، آپ نے کتنے سر دیکھے ہیں۔ جب جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بارہ سال کا پانچ بہنوں کا بھائی تھا۔ جناب چیئرمین! حکومت کو یہ بتا دیں، کہ فاٹا تاجروں، صنعت کاروں اور خیبر پختونخوا کو ٹیکس میں کچھ نہ کچھ ریلیف دینا ہو گا۔ اگر آپ اسے ریلیف نہیں دیں گے تو اس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ آپ دہشت گردی سے متاثر صوبہ خیبر پختونخوا اور قبائلی علاقہ جات کو اس کا حق نہیں دے رہے اور جب حق نہیں دیں گے تو آج بلوچستان میں آزادی کی آوازیں اٹھ رہی ہیں، کل خیبر پختونخوا اور قبائلی علاقہ جات میں آوازیں اٹھیں گی اور پھر ہمارے ہاتھ سے معاملہ نکل چکا ہو گا۔ جناب چیئرمین! آپ نے بجٹ میں ریلوے کے لیے تئیس ارب روپے رکھے ہیں۔ ریلوے پہلے ہی تباہ ہو رہی ہے۔ ریلوے پہلے ہی کرپشن کی نذر ہو چکی ہے۔ ایک دن اخبار میں دو سرخیاں لگی تھیں۔ ایک یہ تھی کہ ریلوے کرپشن کی وجہ سے نہیں ڈوبی۔ وفاقی وزیر اس کے ساتھ ایکسپریس اخبار کی دوسری سرخی یہ تھی، میرے پاس اس کا تراشا موجود ہے، کہ ساڑھے چھ سو ٹن پٹڑی مصری شاہ میں فروخت ہوئی، جو پکڑی گئی ہے۔ ساڑھے چھ سو ٹن پٹڑی یہاں سے لے کر طورخم تک بچھائی ہوئی پٹڑی ہے یہ کس طرح اٹھائی گئی۔ یہ کس طرح بیچی گئی۔ یہ ملک کس طرف جا رہا ہے۔ جب مصری شاہ میں ریلوے ٹریک بکے گا اور ٹنوں کے حساب سے بکے گا، اس کو ہم تئیس ارب روپے دے کر پاکستانی قوم کا مزید خون نچوڑیں گے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ پہلے ریلوے کا ڈھانچہ درست کیا جائے۔ جناب! ان منصوبوں میں private sector کو شریک کیا جائے اور پھر یہ پیسے دیے جائیں تاکہ عوام کو سہولت مہیا ہو سکے۔ ریلوے دن بدن تباہ ہو رہی ہے۔آپ ان منصوبوں کے لیے پیسے رکھتے ہیں، جن پر پہلے الزامات ہیں کہ یہ کرپشن کی نذر ہوتے ہیں۔ یہ کمیشن کی نذر ہوتے ہیں۔ اس لیے آپ نالیوں اور سڑکوں کی سیاست کرتے ہیں۔آپ نالیوں اور سڑکوں کے لیے پیسے رکھتے ہیں۔آپ منڈا ڈیم، کرم تنگی ڈیم، دیامر بھاشا ڈیم اور تربیلہ توسیع منصوبوں کے لیے اس لیے پیسے نہیں رکھتے کہ یہ بہت لمبے منصوبے ہیں، ان میں کمیشن نہیں ملے گی۔ جناب چیئرمین! میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے خیبر پختونخوا کے ٹریڈرز کو بلا سود پانچ سال کے لیے قرضے دیے جائیں۔ ان سے تین چار سال کے لیے ضمانتیں لی جائیں اور دوسری یہ کہ فاٹا کو سیلز ٹیکس سے مستثنیٰ کیا جائے جو چودہ اگست 1947 سے لے کر اس حکومت سے پہلے تک برقرار تھا۔ FBR والے مختلف حربے استعمال کرتے ہیں۔ جب یہاں یہ قانون نہیں ہے تو کہتے ہیں کہ ہم نے sales tax ختم کر دیا ہے اور اس کو Central Excise Duty کا نام دے دیتے ہیں۔ قتل کرنا ہے تو چھری سے کرو یا گولی مار دو۔آپ

ان لوگوں کے ساتھ ظلم اور زیادتی کر رہے ہو۔ میں اس ایوان کے توسط سے یہ تجویز دوں گا کہ ہمارے صوبے اور ملک میں بجلی کے بحران کے لیے جو اہم منصوبے ہیں، یہ رقم ان کے لیے مختص کریں۔ پورے ملک اور ہمارے صوبے میں اینٹوں کے بھٹوں پر پھر sales tax 16% لگایا گیا ہے۔ پیپلز پارٹی کا نعرہ ''روٹی، کپڑا اور مکان'' ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ روٹی بھی چھینو۔ دو روپے کی روٹی، دس روپے کی کرو، کپڑا مل نہیں رہا کیونکہ کارخانے بند ہیں اور مکان، دو، تین اور پانچ مرلے کا گھر بنانے والوں کے لیے اینٹوں پر sales tax 16% لاگو کر دیا ہے۔ حکومت نے سریا بھی مہنگا کر دیا، سریا، اینٹیں، سیمنٹ سستے کریں تاکہ ہر پاکستانی اپنا گھر تو بنا سکے۔ اگر آپ ہر چیز کو اس طرح سے مہنگا کرتے جائیں گے تو جناب چیئرمین! اس ملک میں غریب کے لیے کوئی جگہ نہیں رہے گی۔ یہ امیروں کا ملک ہوگا تو پھر غریبوں کو فیصلہ کرنا ہوگا کہ یہ ملک غریبوں کے لیے ہے یا امیروں کے لیے۔ پھر امیر اور غریب آپس میں لڑیں گے خانہ جنگی ہوگی۔ اس لیے میری درخواست ہے اور میں appeal کرتا ہوں کہ ان چیزوں پر توجہ دیں۔ یہ elections کا سال ہے، پیپلز پارٹی ملک کی بڑی سیاسی جماعت ہونے کا دعویٰ کرتی ہے، دیگر جماعتیں بھی اس ملک میں سیاست کر رہی ہیں لیکن جب اپنے پانچ سالہ دور اقتدار میں مسائل حل نہیں کریں گے تو پھر کون کرے گا؟ ہم سب سے بڑی جماعت ہونے کا دعویٰ کرنے والے ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ اس ملک میں امیر اور غریب میں فرق کے خاتمے کے لیے، غریبوں کو relief دینا ہوگا۔ مہنگائی، بے روزگاری کے خاتمے کے لیے صنعتوں کو relief دینا ہوگا اور اس کی پابندی کی جائے کہ بینک صرف حکومت کو قرض نہ دے۔ اس کی percentage مقرر ہونی چاہیے کہ کتنے فیصد حکومت قرض لے گی اور کتنے فیصد private sector and industry قرض لے گی۔ آج industry, private sector کے لیے بینکوں کے دروازے بند ہو چکے ہیں۔ خیبر پختونخوا سے بینک کے headquarters اسلام آباد اور پنجاب منتقل ہو چکے ہیں۔ خیبر پختونخوا کی صوبائی حکومت وفاق سے اپنا حق لینے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ وفاقی حکومت ہمیں کیا پیغام دینا چاہتی ہے؟ کیا وفاقی حکومت ہمیں طاقت سے اپنے آپ سے الگ کرنا چاہتی ہے؟ کیا ہمارے قبائلی علاقہ جات کو اپنی طاقت سے پاکستان سے الگ کرنا چاہتی ہے؟ جناب چیئرمین! میں امید کرتا ہوں کہ Tribal Areas اور خیبر پختونخوا کے لیے ضرور package دیا جائے گا۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you. Mrs. Rubina Irfan to speak on the motion.

Senator Rubina Irfan: Thank you Mr. Chairman. I feel
very honoured today
I feel honoured that I am sitting in کیونکہ یہاں بجٹ پر یہ میری پہلی تقریر ہو گی۔
میرا مطلب ہے کہ ہمارے ! جناب چیئرمین this august House جہاں پر پاکستان کے اثاثے،
I am privileged, I am seasoned politicians ہیں، یہ اثاثے ہیں، جو یہاں پر بیٹھے ہیں۔
یہ ہماری آنے والی honoured to be sitting in between them and learning.
They are part of Pakistan. This is Pakistan, which نسلوں کے لیے مثال ہیں۔
they are recommendations آئی ہیں، parties سے جو is sitting here. تمام
commendable. First of all, I would like to thank my party President
Chaudhry Shujaat Hussain *Sahib* who has always been with us in
every issue whether it was a small issue, a provincial one or
country's issue وہ ہمارے ساتھ کھڑے رہے۔ اس پارلیمنٹ میں آ کر مجھے ایسا لگا کہ میں خوش
نصیب ہوں کیونکہ یہاں پر مشاہد حسین صاحب، حاجی عدیل صاحب، مظفر حسین شاہ صاحب، رضا ربانی
صاحب، کرنل مشہدی صاحب، عغفور حیدری صاحب، راجہ ظفر الحق صاحب اور اسحاق ڈار صاحب جیسے لوگ
موجود ہیں اور ان لوگوں کے بیچ رہ کر ہمیں بہت کچھ سیکھنا ہے۔ انہی کے ذریعے سے پاکستان کا بجٹ
before the budget was made, there were بنے گا مگر میں ایک بات ضرور کہوں گی کہ
discussions on TV, on print media and specially on electronic media
ایسے لگتا تھا کہ جیسے discussions کا سیلاب ہو۔ ویسے بھی پاکستان خاص طور پر بلوچستان میں خشک
this سالی، سیلاب، زلزلے تھے، میڈیا ہمارے اس بجٹ پر بھی discussions کا سیلاب لے آیا
ان gives a wrong impression, a very wrong impression to the world.
and I am کے پاس اگر کچھ تجاویز تھیں تو وہ بجٹ سے پہلے ضرور دیتے جن پر discussions ہوتیں
sure کہ وہ تجاویز ضرور شامل ہو جاتیں مگر media پر ایسے discussions کرنا اور اپنے ملک کو کہنا۔
جناب چیئرمین! یہ بات Opposition or Treasury Benches کی نہیں ہے، یہ پاکستان کی
بات ہے۔ جب ہم باہر جاتے ہیں، ہمارے پاس green passport ہوتا ہے، وہ یہ نہیں جانتے کہ ہم
so it is a very کس party سے تعلق رکھتے ہیں، وہ صرف یہ جانتے ہیں کہ ہم پاکستانی ہیں

shameful moment for us کہ ہمارے ملک اور ہمارے قائدین کو اس طرح سے media پر discuss کیا جائے۔

میں دوسری بات یہ کہوں گی کہ بحیثیت پاکستانی میں اپنی رائے ضرور دوں گی، میں اپنی party policy کی بھی پابند ہوں مگر as a Pakistani میں بجٹ پر اپنی رائے ضرور دوں گی اور یہ کہوں گی کہ طاقتور جو کہے وہ ٹھیک ہے، ہمیں اس فلسفے کو ذرا بدلنا ہو گا۔ جناب چیئرمین! جب بھی بجٹ آتا ہے تو عام عوام کا تاثر ہوتا ہے کہ،

یہ آتا ہے تو بڑھ جاتی ہے مہنگائی
ڈرتے رہتے ہیں لوگ اکثر بجٹ سے

We should not have this impression, we should not give this impression. Why should we give this impression to the people کہ بجٹ آتا ہے تو مہنگائی بڑھ جاتی ہے۔ This is a democratic Government, I am proud of it. ہم نے مل کر coalition Government کے ساتھ پانچ سال پورے کیے مگر عوام کے بیچ میں یہ تاثر کیوں ہے؟ ہم جو یہاں پر بیٹھے ہیں، چاہے Opposition ہو یا Treasury Benches ہوں۔ ہم پاکستانی ہیں، ہمیں اپنے عوام کی بھلائی اور مفاد کے لیے recommendations دینی ہوں گی۔ I am sorry, I don't want to offend anybody جب بجٹ کے بعد recommendations مانگی جاتی ہوں، wouldn't it be better یہاں پر سینیٹ کے ارکان بیٹھے ہیں، we are only 104 اگر ان سے یہ recommendations پہلے لی جاتیں اور مشاورت کی جاتی۔ مشاورت سے ملک مضبوط ہوتے ہیں، لوگ مضبوط ہوتے ہیں، policies مضبوط ہوتی ہیں۔ ہمیشہ بڑے کہتے ہیں کہ مشاورت میں برکت ہے، but yes, it is other way wrong میں اس press conference پر کہوں گی، I don't mean to offend anybody but honourable Finance Minister said کہ بین الاقوامی حالات اور تیل کی قیمتوں میں اضافے کے تناظر میں this was presented. Honourable Chairman! آپ مجھے یہ بتائیں کہ جو عوام ہیں، do they know this? وہ کیا جانیں کہ foreign countries میں تیل کی قیمت اوپر یا نیچے گئی ہے، they want a budget, وہ سنتے رہتے ہیں کہ عوامی بجٹ ہو گا، یہ غریبوں کا بجٹ ہو گا، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عوامی بجٹ چاہیے، ہمیں روٹی، کپڑا اور مکان چاہیے، ہم انہیں کہاں سے دیں گے۔

It is not relevant, we should be very fair to our people and we should be honest to our people.

جناب! جہاں تک law and order کی بات ہے، میں سب سے پہلے یہ کہوں گی کہ میں بلوچستان کے لیے اتنا ضرور کہوں گی کہ،

ظلم رہے اور امن بھی ہو
کیا ممکن ہے تم ہی کہو

the law and order situation in Balochistan is problematic.

پہلے دنیا یہ کہتی تھی کہ ہم گرمیوں کی چھٹیوں میں کوئٹہ جائیں گے، زیارت جائیں گے کہ دنیا کے لیے natural juniper forest دیکھنے کی چیز تھی، you can say one of the wonders of the world لیکن آج انسان کو خوف آتا ہے، لوگ بلوچستان کا خوف سے نام لیتے ہیں۔ ہمیں یہ مسخ شدہ لاشیں ورثے میں نہیں ملیں، missing people ورثے میں نہیں ملے، target killing and kidnapping ورثے میں نہیں ملے۔ یہ زور آوری ہے، یہ کون لوگ ہیں، میری آج ایک colleague بہن نے یہ کہا، really, we want to know اتنا سارا بجٹ پاکستان کے عوام کا بجٹ اس پر خرچ ہوتا ہے، who are these people who are killing them, Chief Justice has even said it, not once but so many times in the papers. ہمیں بتایا جائے، اگر کوئی ملوث ہے، why are these people being killed, why are these people being targeted? ماں خوف سے اپنے بچے کو اسکول نہیں بھیجتی پھر ہم ایک پڑھا لکھا پاکستان چاہتے ہیں، this can never happen anywhere.

جناب! ہمارے FATA میں drone حملوں کی وجہ سے آج نہ وہاں پر ترقی ہوتی ہے، پوری دنیا drone حملوں کے بارے میں بات کر رہی ہے۔ یہی drone حملے، target killing اور مسخ شدہ لاشیں ہیں، اگر یہ چیزیں ختم نہ ہوئیں تو this budget will never work, it is corruption, اگر ہم اس ملک سے corruption ختم نہیں کریں گے تو کبھی بھی ترقی نہیں ہو سکتی، first of all کہوں گی کہ جب تک یہ corruption ختم نہیں ہو گی، نہ یہ ملک ترقی کرے گا، نہ بچے پڑھ سکیں گے، نہ پاکستان، پاکستان ہو گا۔ یہ پاکستان کو دیمک کی طرح کھا جائے گی۔ آج جو حال بلوچستان میں ہے، this is a part of corruption, so I would request کہ جب تک

اس دیمک کو نکال نہیں پھینکیں گے، یہ پاکستان کو ختم کردے گا، پاکستان کی جڑوں کو ختم کردے گا۔
قابل احترام چیئرمین! مگر
who will bell the cat? This is a question mark which I have to ask.

جناب چیئرمین! ہر حکومت پر تنقید ہوتی ہے لیکن ہمیں اس تنقید کو negative نہیں لینا چاہیے، ہمیں اپنی ماضی کی غلطیوں سے سیکھنا چاہیے اور اپنے آپ کو آج کے لیے مضبوط کرنا چاہیے تاکہ ہمارا مستقبل مضبوط اور بہتر ہو، so, every sunset has the sunshine, ہم یہاں پر بیٹھے ہیں، ہم سب پر پاکستان کی مٹی کا حق ہے کہ at least we should finish this corruption from our country. میں بلوچستان کی بات کروں گی جس طرح ہمارے صوبے خیبر پختونخوا کو fiscal package دیا گیا، it is a recommendation, it is a very good package میں اس کو بالکل سراہتی ہوں، the same package should be given to Balochistan, we demand this fiscal package جو میرے پاس in papers پڑا ہوا ہے، I have it here, we demand this fiscal package for Balochistan جس طرح وہاں دیا ہے، یہ بہت اچھی بات ہے کہ ہمارے بھائی صوبے کو ملا ہے۔ بلوچستان کی ترقی اور agriculture کے لیے fiscal relief package میں subsidy ضرور جاری رکھنا چاہیے، وہاں پر ذریعہ معاش ہی agriculture ہے، لوگ agriculture پر انحصار کرتے ہیں، اگر ہمیں اپنے آپ کو مضبوط کرنا ہے تو ہمیں اپنے کسان اور بچوں کو ایک system دینا ہوگا۔

Education, it is a very good thing but the budget for education should have been the same as the defence budget, that is my own opinion.

Benazir Income Support Programme is a very good programme for women, Bibi *shaheed* had a vision for Pakistani women to empower them. I have been a great admirer of her but will her vision continue in the future.

میری تجویز یہی ہے کہ revolving schemes یعنی vocational centres, livestock, poultry and fish farming کی مد میں جو دیہی علاقے کی خواتین ہیں ان کو روزگار دیا جائے تاکہ وہ اس سے استفادہ کرسکیں۔ It will keep on revolving یہ نہیں کہ کوئی اور گورنمنٹ آئے تو یہ

سکیم بند ہو جائے، then what will these women do, وہ ہاتھ میں کشکول لے کر تو نہیں پھریں گی۔ ہم 70 ارب روپے سے کشکول لے کر پھریں، we should empower them, we should give them jobs, we should make them skilled. ہمارا جو بلوچستان کا گوادر پورٹ ہے، میری یہ recommendation ہے کہ وہاں پر کم از کم technical and port handling training کے لیے local لوگوں کو KPT اور پورٹ قاسم بھیجا جائے، تب ہی کہیں جا کر ہم ان لوگوں کو کھپا سکتے ہیں۔ ہم ایک لاکھ jobs کی بات کرتے ہیں مگر ہمیں ان jobs کے لیے industries چاہییں، we need investors, اگر industries بند ہو رہی ہوں، انہیں تحفظ حاصل نہ ہو، یہاں سے pack ہو کر کسی اور ملک میں جا رہی ہیں تو کیا ہمارے نوجوانوں کو یہاں پر نوکری ملے گی؟ I don't think so.

Mr. Chairman: It's almost 20 minutes, you kindly conclude it now.

Senator Rubina Irfan: Sir, just 5 minutes more.

ہم ان کو ایک political thinking دیں۔ I think you should utilize Gwadar, گوادر صرف بلوچستان کا نہیں بلکہ پورے پاکستان کا ہے، اس سے صرف بلوچستان کے لوگ استفادہ حاصل نہیں کریں گے۔ بلوچستان میں کوئی بھی بات ہوتی ہے تو آپ law and order کی بات کرتے ہیں، یہاں پر law and order کی بات ہوتی ہے تو we don't get an answer, where should we go? This is a question mark. یہ اچھی بات ہے کہ ہم بجٹ بنا رہے ہیں لیکن جب وہ لوگ ہی نہیں رہیں گے تو یہ بجٹ کون use کرے گا۔ For God's sake, I ask this august House to take notice of Balochistan, it's high time, روزانہ وہاں پر پانچ، دس لاشیں ملتی ہیں، یہ ہمیں کون دے رہا ہے؟ گوادر اس وقت utilize ہو گا جب law and order صحیح ہو گا۔ یہاں پر ہم agriculture کی بات کرتے ہیں، کل ہی کے پیپر میں ہے کہ سندھ نے بلوچستان کے لیے پانی بند کر دیا۔ کیا اسی طریقے سے ترقی دی جاتی ہے؟ خریف کی فصل 9 لاکھ ایکڑ پر تیار کھڑی ہے، وہ ختم ہو جائے گی، بغیر پانی کے چاول کی پنیری ختم ہو جائے گی۔ جناب چیئرمین! آپ ارسا والوں کو بلوائیں اور ان سے معلوم کریں کہ پانی کیوں بند کیا گیا ہے۔ This is wrong and this is injustice for Balochistan. پانی کیوں بند کیا گیا ہے، reason is

اگر آپ ترقی اور خوشحالی چاہتے ہیں تو تمام صوبوں کو ساتھ لے کر چلنا ہو only known to them. گا۔ جب ہم گیس کے بارے میں بات کرتے ہیں تو

I think, then you will say it's a very long procedure. I will talk on that later but I make it very short.

یہ بجٹ ایک خوشحال بجٹ ہے، مگر اس بجٹ کو پاکستان کے تحفظ کے لیے ہونا چاہیے۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام میں ان لوگوں کو بھی شامل کیا جائے کہ جو خواتین بلوچستان سے آکر یہاں پر missing persons کے لیے احتجاج کرتی ہیں، مہینوں camps لگاتی ہیں، ان کے بارے میں کسی نے سوچا ہے۔ In the end I would say, I have a lot to talk about but I think honourable Chairman, what's good for the country is کہ ہم ایک دوسرے کے صوبوں کا ایک یونٹ بن کر خیال کریں، ہم نہیں سمجھتے کہ بلوچستان، خیبر پختونخوا، سندھ یا پنجاب الگ ہیں، یہ چاروں اکائیاں ہیں، ان ہی سے پاکستان بنتا ہے اور پاکستان ہمارا دل ہے، پاکستان کے تمام صوبے مل کر اپنے بلوچ بھائیوں کی مدد کریں، which is the main issue these days, it's burning issue اور جو کراچی میں ہو رہا ہے

that's all I ask. Thank you very much.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی Leader of the House.

Senator Muhammad Jahangir Bader: Mr. Chairman, the report is ready. So, I suggest you to take the consent of the House.

جناب چیئرمین: جی ڈار صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! we have no objection, فنانس کمیٹی کی رپورٹ تیار ہو چکی ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ ابھی آپ نے supplementary agenda circulate کیا ہے،

if the intention is to present it to the House now, we have no objection for that.

Mr. Chairman: So, there is the consensus between the Leader of the House and Leader of the Opposition. Item No. 4, Senator Mrs. Nasreen Jalil. Please present the recommendations. Yes, Hafiz Hamdullah *sahib*.

سینیٹر حافظ حمداللہ: جناب چیئرمین! میں نے بھی بجٹ پر تقریر کرنے کے لیے نام دیا تھا۔

جناب چیئرمین: بالکل آپ کا نام ہے اور بھی بہت سے speakers کے نام ہیں۔ فنانس منسٹر صاحب بھی یہاں تشریف فرما ہیں اور اب sense of the House بھی یہ ہے کہ primarily speeches سے زیادہ important بات ان recommendations کی ہوتی ہے جو Finance Committee کے پاس جاتی ہیں اور جس پر ایک deliberation for a week or more than that ہوتی ہے۔ وہ recommendations آج ہاؤس میں آچکی ہیں کیونکہ پھر نیشنل اسمبلی نے بھی before passing their budget ان recommendations کو consider کرنا ہے۔ So, what I feel it was sense of the House that we may take up this item اور اگر یہ رپورٹ lay ہو جائے تو پھر ہم دیکھ لیتے ہیں۔

سینیٹر حافظ حمداللہ: نماز مغرب کے بعد ایک دو speeches ہو جائیں اور recommendations بھی lay ہو جائیں۔

جناب چیئرمین: آپ دیکھ لیں، ویسے sense of the House یہی تھا کہ رپورٹ lay کر دی جائے، Finance Minister is also here. حافظ صاحب! اصل میں بات یہ ہے کہ ہمارا سیشن پچھلے سات آٹھ دن سے چل رہا ہے، بہت سارے ممبران نے اپنے نام تجویز ہی نہیں کیے۔ میں دیکھ رہا تھا کہ کل صرف یہاں پر 6 speakers بات کر سکے، اس سے پہلے جو چار پانچ دن سیشن رہا اس میں تقریباً 11 speakers نے تقاریر کیں، اگر نام earlier دے دیے جاتے تو شاید ہم time constrained کر کے اسے reduce کر لیتے، ہم آدھا آدھا گھنٹہ بھی speakers کو اس لیے دیتے رہے کہ ہمارے پاس زیادہ نام نہیں تھے۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ: جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ ہم یہاں نئے نئے آئے ہیں اور ہم یہ محسوس کر رہے ہیں کہ یہاں لوگ سننے کے لیے نہیں آتے اور جب سننے کے لیے نہیں آتے تو پھر اس پر عمل کرنے کا ارادہ یا عزم کہاں ہو گا۔ وزیر خزانہ صاحب نے آج جو کام کرنا ہے اس کے لیے تشریف لائے ہیں، بجٹ پیش کرنے کے بعد وہ حاضر نہیں ہوئے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ ہمارا حق ہے کہ ہم اس پر بات کریں، اگر آپ بات کرنے کی اجازت نہیں دیتے تو ہمیں یہاں بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ حافظ صاحب، تشریف رکھیں۔ جی نسرین جلیل صاحبہ۔

Presentation of Report in Respect of the Finance Bill and Annual Budget Statement, 2012

Senator Nasreen Jalil: Mr. Chairman, I have the honour to present the report of the Standing Committee on Finance, Revenue, Economic Affairs, Statistics, Planning, Development and Privatization in respect of the Finance Bill and annual budget statement, 2012.

Mr. Chairman: Report stands presented. Now we take Item No. 5. Nasreen Jalil *sahiba*, you may move the motion.

Senator Nasreen Jalil: I beg to move that the Finance Bill, 2012 containing the annual budget statement as reported by the Committee be adopted. May I say something sir?

Mr. Chairman: Do you want to say something?

سینیٹر نسرین جلیل: رپورٹ کے حوالے سے میں کچھ کہنا چاہ رہی تھی۔

Mr. Chairman sir, this is to inform this august House that the Senate Secretariat received 287 proposals/recommendations on 5th June, 2012. These recommendations were referred to the Finance Committee for consideration and report by 12th June, 2012. The Committee held nine meetings to deliberate on these recommendations. The Committee worked tirelessly, each

recommendation was deliberated upon individually and the members giving the recommendations were heard without bias.

ہم نے ان ممبران کو جنہوں نے recommendations دیں موقع دیا تا کہ وہ اپنا موقف پوری طرح بیان کرسکیں so that they could explain their point of view ہمارے دروازے سب کے لیے کھلے تھے۔ The result of the collective wisdom of this august House is before you. It was a tough task despite agreeing with most recommendations, the Committee had to drop some, for example tax on CNG کے حوالے سے

it was difficult when it came to allocation of more funds for payment of circular debt to give relief to the masses where load shedding is concerned, for development programmes, for dams, for highways etc. What can you recommend sir, if the revenues are limited, when you know that you need to spread the tax net, the biggest chunk can come from the agricultural sector 23% of the economy but it contributes less than 1% in taxes. After the 18th Amendment, it is a provincial subject. Sir, I would like to thank the members of the Committee over the successful completion of this laborious Herculean task before them. I want to put on record, my appreciation for valuable contribution of each Committee member, Senator Ishaq Dar, Senator Islamuddin Sheikh, Senator Ilyas Ahmad Bliour, Senator Syeda Sughra Imam, Senator Kalsoom Perveen, Senator Saeed Ghani, Senator Osman Saifullah, Senator Sardar Fateh Muhammad Hassani, Senator Saeedul Hassan Mandokhail, Senator Talha Mehmood, Senator Haji Adeel, their contribution to the deliberation, I really appreciate them. I would also like to appreciate the presence and patience shown in contribution to the Committee's deliberations.

Sir, I also want to thank Mr. Iftikharullah Babar, Secretary, Senate and Mr. Amjad Pervaiz, Special Secretary, Senate for

providing support and necessary guidance in conducting meetings of the Senate Standing Committee on Finance. Sir, I also wish to place on record my special appreciation for the extraordinary hard work done by Secretary Committee Mrs. Ifat Mustafa for preparing this voluminous report to the satisfaction of the Committee. I also thank Mr. Mumtaz Haider Rizvi, Chairman FBR and his team, Mr. Abdul Wajid Rana, Secretary Finance and his team and Mr. Asif Bajwa, Secretary Planning and Development and his team and all other Ministries, Divisions. Last but not the least I commend Committee Branch-II for preparing this report on time. Sir, I thank you and you can go ahead for further proceeding.

Mr. Chairman: Thank you, we may now proceed further. It has been moved that recommendation Nos. 1 to 45 on the Finance Bill, 2012 containing the annual budget statement as reported by the Committee be adopted. Dar *Sahib*, do you want to say something?

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! دو چیزیں میرے سامنے ہیں briefly, I would like to correct the record that اٹھارھویں ترمیم کے بعد Agricultural Tax کا subject has not been provincialized, it has been there since 1973 despite certain proposals, so اٹھارھویں ترمیم میں اس کو Federalize نہیں کیا جاسکا میں clarification کے بعد یہ عرض کروں گا کہ 145 میں there are two batches. ایک تو وہ ہیں جو پانچ general majority recommendations ہیں، تین شروع میں ہیں سات، آٹھ اور نو نمبر اور پھر 144 and 145 اور باقی ان کے علاوہ consensus ہے تو اگر آپ کی اجازت ہو تو میں آپ سے یہ request کروں گا کہ you can put the consensus recommendations to vote کیونکہ ان پر consensus ہے اور majority recommendations ہیں تو ان پر ہم اپنے views record پر رکھنے کے لیے دو تین منٹ میں explain کردیں گے۔

Mr. Chairman: Thank you Dar *Sahib*. I will put these recommendations before the House now.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The recommendations from one to six are adopted.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب! اب آپ 7,8,9 کو مہربانی کرکے club کرلیں۔

Mr. Chairman: Now I put the recommendations 7, 8 and 9 before the House.

Senator Mohammad Ishaq Dar: Sir, I want to give clarification before you put these recommendations to vote.

جناب چیئرمین: جی ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! جیسے کہ آپ اس کا title دیکھ رہے ہیں these are majority recommendations, 7,8,9. Basically these relate to the Salaries and Allowances of the Parliamentarians. Primarily اس میں تین changes ہیں۔ ایک change یہ ہے کہ جو ڈیڑھ لاکھ روپیہ ٹریول ووچرز یا travel facility ہے اس کو double کردیا جائے اور تین لاکھ کر دیا جائے۔ دوسری یہ ہے کہ جب ہاؤس سیشن میں نہیں ہوتا اور ایک کمیٹی اور دوسری کمیٹی کے درمیان اگر سات دن سے کم کا وقفہ ہو تو اس میں صرف daily allowance ملتا ہے اس میں ticket reimburse نہیں ہوتا even if you go and come back اور اس میں تیسری یہ ہے کہ consequential changes ہیں ان دونوں میں یعنی سات دن کو تین دن کردیں اور پھر ticket reimburse بھی کردیں جو پہلے نہیں ہوتا اور تیسرا یہ کہ ڈیڑھ لاکھ کی بجائے تین لاکھ کے ووچرز کردیں، یہ basically تین ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی اچھا message سینیٹ کی طرف سے نہیں جائے گا اگر ہم یہ proposals on record رکھیں اور یہ چونکہ majority recommendations ہیں، میں نے کمیٹی میں بھی عرض کیا تھا، اپنے تمام دوستوں کو مؤدبانہ گزارش کی تھی کہ ہم یہ recommend نہ کریں۔ کم از کم اس سال تو definitely نہیں ہونا چاہیے لیکن majority recommendation ہے، اب آپ ووٹ کروالیں یہ consensus سے نہیں

جائے گی جیسے ایک سے چھ گئی ہیں۔ آپ وہاں سے ووٹ کروا لیں پھر جو فیصلہ آپ کریں۔ بڑی مہربانی۔

Mr. Chairman: Thank you Dar *Sahib*, really I appreciate your point of view but everybody is not that much wealthy as you are. Let us take it up with the House now. I put it to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Now I put Recommendations No. 10 to 143 to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Now I put Recommendation No. 144 to the House. Yes, Dar *Sahib*.

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: I have to clarify sir, this one also. یہ 144 primarily جناب چیئرمین! ہماری اپوزیشن کی proposal تھی کہ پیپلز ورکس پروگرام (I) میں پانچ ارب ہیں اور پیپلز ورکس پروگرام (2) میں بائیس ارب ہیں، یہ ٹوٹل ستائیس ارب روپے ہیں۔ پچھلے سال پیپلز ورکس پروگرام (I) میں یہ بجٹ پانچ ارب تھا 2011-12 کے لیے اور (II) میں ستائیس ارب تھا ٹوٹل بتیس ارب تھا اور خرچ 37 ارب ہوا۔ پانچ بلین supplementary grant ادھر سے تو approve نہیں ہوئی لیکن قومی اسمبلی اس کو منظور کرے گی۔ اب دوبارہ یہ پانچ ارب اور بائیس ارب رکھا گیا ہے۔ ہم نے یہ گزارش کی تھی کہ ایک تو یہ پورا سال نہیں ہے کیونکہ March maximum میں الیکشن ہوں گے اگر حکومت چاہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ملک میں انرجی کا بحران ہے۔ تیسری ہماری یہ درخواست تھی کہ اس پانچ جمع بائیس ارب یعنی ستائیس ارب میں ایک ایک ارب رکھ لیں اور پچیس ارب روپے آپ general PSDP میں transfer کردیں اور اس کو آپ energy sector میں allocate کردیں۔ ہم سب اور پورا ملک کہہ رہا ہے اور دونوں طرف سے تقریریں ہوئی ہیں کہ انرجی کا بحران ہے اس کو کسی طریقے سے حل کریں۔ یہ پچیس ارب کی proposal تھی جب دوستوں نے insist کیا تو اس پر پھر میں نے یہ کہا کہ چلیں! اس کو پیپلز ورکس پروگرام (II) میں چھوڑ دیتے ہیں لیکن کم از کم اس میں یہ condition لگا دیں کہ وزیراعظم صاحب انرجی کے علاوہ یہ پیسے خرچ نہیں کریں

گے۔ نالیوں، گلیوں اور سڑکوں پر یہ پیسا خرچ نہیں ہوگا۔ یہ صرف اور صرف انرجی کے بحران کو دور کرنے پر خرچ ہوں گے۔ میں کہوں گا کہ بد قسمتی سے majority نے مجھے پھر overrule کیا، میں سترہ members کو represent کررہا ہوں، یہ proposal تھی اور اس کا alternate آپ نے 144 میں پڑھا ہے:

> "The Committee recommends to the Senate that a uniform policy be developed in consultation with all Provinces which discontinues the practice of giving development funds to all legislators at all levels of Government. Senator Mohammad Ishaq Dar registered his disagreement on the withdrawal of original recommendation."

جناب! بات یہ ہے کہ 27 ارب میں parliamentarians portion صرف 5 ارب ہے، باقی جو 22 ارب ہے وہ تو parliamentarians کا نہیں ہے۔ میں ایوان سے request کرتا ہوں کہ دوبارہ مہربانی کرکے اس 144 کو reject کریں اور میری proposal کو اگر support کریں تو ہم 25 ارب energy کی بہتری کے لیے مختص کرسکتے ہیں، چلیں پرائم منسٹر ہی خرچ کرلیں، ہم اس کو PWP 2 میں ہی چھوڑ دیتے ہیں، اس کو general PSDP میں نہیں لے کر جاتے لیکن یہ مہربانی کریں، یہ میری گزارش ہے، this is the view point of 17 legislators who had given this proposal through me. یہ 144 آپ کے سامنے ہے، یہ alternate ہے۔ آپ کے سامنے میری proposal کا alternate ہے۔

جناب چیئرمین: جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! جب ڈار صاحب کی proposal آئی تھی تو ہم نے کہا تھا کہ صوبائی حکومت کے discretionary funds بھی ختم کیے جائیں۔ اگر وزیرِاعظم صاحب کا صوابدیدی فنڈ 27 ارب ہے تو وزیرِاعلیٰ کا 30 ارب ہے، سب ختم کیے جائیں۔ ہم اس کے لیے تیار ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب چیئرمین! میں نے وہاں بھی support کیا تھا، اگرچہ یہاں ہم فیصلہ نہیں کرسکتے لیکن we fully support کہ اس ملک میں discretionary funds ختم ہونے چاہییں اور ان تمام funds کو صرف energy کی بہتری کے لیے مختص کیا جائے۔
I have no problem.

جناب چیئرمین: جناب سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: جناب چیئرمین! میں اس point پر صرف اتنی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جو recommendations فنانس کمیٹی نے دی ہیں، وہ تو بڑی reasonable اور بڑی clear ہیں کہ ایک چیز اگر بری ہے تو وہ Federal میں بھی بری ہے، پنجاب میں بھی بری ہے۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہاں بری ہے اور دوسری جگہوں پر نہیں۔ پنجاب میں 40 ارب روپے رکھے گئے ہیں، یہاں تو 27 ارب ہیں۔ وہاں لیپ ٹاپ دیے جا رہے ہیں، وہاں پر آپ اور چیزیں دے رہے ہیں۔ چوہدری شجاعت صاحب کا جو فارمولا ہے کہ صوبوں سے پیسے کاٹیے، وہ سارے آپ energy crisis کے مسئلے کے لیے دیجیے، آپ کا چند دنوں میں مسئلہ حل ہوجائے گا۔

Mr. Chairman: Thank you Saeed Ghani *sahib*. Recommendation No.144 is a majority recommendation. Now, I put this recommendation to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: I put Recommendation No.145 to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Minister for Finance, would you like to speak something.

Senator Dr. Abdul Hafeez Shaikh (Federal Minister for Finance): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Chairman *sahib*, let me start first of all by thanking distinguished members of the Senate on both sides, the Leader of the House, Jahangir Bader *sahib*, Leader of the Opposition, Ishaq Dar *sahib* and all the other members.

Let me also thank the انہوں نے اس اہم discussion میں بھرپور انداز سے حصہ لیا۔
Finance Committee of this Upper House of Pakistan. ہمیشہ کی طرح انہوں
of the highest quality work, most dedication, نے جو tradition بنائی ہے
sincerity and bipartisanship اور انہوں نے مل کر جو recommendations دی ہیں،
میرے خیال میں
it makes all of us proud as Pakistanis and members of this Parliament. So, I would like to give a big hand to the Senate Finance Committee, its leader Madam Nasreen Jalil and all the colleagues.

which have been very instructive for میرے خیال میں بجٹ پر بہت باتیں ہوئیں
us. میرے خیال میں یہاں پر جو رویہ adopt کیا گیا، وہ بھی positive تھا۔ تنقید بھی اس انداز میں کی گئی جس
سے بجٹ کے عمل اور بجٹ کی final recommendations کو بہتر انداز میں مرتب کرنے میں مدد ملے اور ملکی
معیشت کو مضبوط کیا جائے۔

I want to assure everybody and the distinguished members that their recommendations will receive the highest consideration and we will try our utmost to reflect them in the final recommendations of National Assembly. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Now, I will read out the prorogation order received from the President:

> "In exercise of the powers conferred by Article 54 (1) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate session on conclusion of its business on 12th June, 2012."

Sd/-

(Asif Ali Zardari)

President,

Islamic Republic of Pakistan

[The House was then prorogued sine die]